© rasailojaraid.com

خلاف) علمِ جہاد بلند کیا، صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا، محنت کے ذریعے معاشروں کو استوار رکھا اور مخالفتوں کے اندھا دُھند، ہلاکت خیز طوفان کے باوجود ایک پرامن معاشرہ، شریعت کی روشنی میں قائم کر کے دکھا دیا۔ (امپیکٹ انٹرنیشنل، لندن، اگست ۲۰۰۱ء)

ریاست زمفارا کے بعد نائیجیریا کی دیگر نو اسلامی ریاستوں نے بھی اپنی حدود کے اندر شرعی قوانین کے نفاذ کا اعلان کر دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ نائیجیریا کے اس تجربے کا تفصیل سے اور براہ راست مطالعہ کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے اثرات وہاں کے عوام کی زندگی پر کیا پڑے ہیں اور کیا عملی مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اسلامی تحقیقی اداروں اور مسلم ممالک کی جامعات کو اس طرح کے موضوعات پر تحقیق کے لیے انسانی اور مالی وسائل فراہم کرنا چاہییں۔

ترکی: فضیلت پارٹی پر پابندی کے بعد

مسلم سجاد

ترکی میں دستوری عدالت نے ۲۲ جون ۲۰۰۱ء کو فضیلت پارٹی پر جو پابندی لگائی اس کے اثرات ترکی کی سیاسی زندگی سے زیادہ خود پارٹی پر ہوئے ہیں۔ ترکی میں ۵۵۰ کے ایوان میں ۱۰۲ ممبران فضیلت پارٹی کے ہیں۔ فیصلے میں صرف دو ممبران کی رکنیت ختم کی گئی اور باقی سب کی رکنیت قائم رکھی گئی کہ وہ نئی پارٹی بنائیں یا پہلے سے موجود کسی دوسری پارٹی میں شامل ہو جائیں۔

فضیلت پارٹی کے گذشتہ کنونشن میں اربکان کے حمایت یافتہ رجائی قوطان کی صدارت کے باقاعدہ مقابلے سے پارٹی میں روایت پسند اور اصلاح پسند یا ماڈرنسٹ رجحانات کا واضح اظہار ہوا تھا۔ ترکی میں ہر شخص جانتا ہے کہ حالیہ فیصلے میں سابقہ فیصلے کے برخلاف سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں نہ لگانے کی وجہ ہی یہ تھی کہ پارٹی میں تقسیم واقع ہو۔ رجائی قوطان کی سربراہی میں سعادت پارٹی کے قیام کا اعلان ہو چکا ہے جس میں فضیلت کے سابقہ ۵۱ ممبران کے علاوہ بعض دوسری پارٹیوں کے ممبران بھی شامل ہیں۔ اسے نجم الدین اربکان کی پشت پناہی حاصل ہے۔ قوطان نے پارٹی کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ دوسری مادہ پرست پارٹیوں اور ہمارے درمیان واضح فرق ہوگا۔ ہم اخلاقی اور قومی اقدار کے وفادار رہیں گے۔ مذہبی آزادی کی حمایت کریں گے لیکن ترک ریاست کی سیکولر بنیاد کو چیلنج نہیں کریں گے۔

استنبول کے سابق میئر طیب اردگان کی قیادت میں دوسری پارٹی کے قیام کا اعلان جلد ہی متوقع ہے۔ سیکولر پریس میں اسے ماڈرنسٹ قرار دیا جا رہا ہے۔ انھوں نے گذشتہ دنوں پورے ملک کا دورہ کیا ہے۔ وہ اپنا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ امیج بنا رہے ہیں کہ ''اختلاف'' کے بجائے ''اتفاق'' کے علم بردار ہیں اور محدود طبقات کے بجائے عوام الناس کو اپیل کرتے ہیں شاید اس طرح وہ جرنیلوں کی ناراضی سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایک تجزیے کے مطابق اس تقسیم سے اسلامی قوتیں کمزور ہوں گی۔ اس لیے کہ دونوں کا حلقۂ انتخاب ایک ہی طرح کے ووٹر ہیں۔ سیکولر میڈیا نے اسی لیے اس کی خوب حوصلہ افزائی کی ہے۔ ایک حالیہ سروے کے مطابق اسلام پسند ووٹروں میں سے ۴۷ فی صد ماڈرنسٹ اور ۱۴ فی صد روایتی پارٹی کو ووٹ دیں گے۔ دوسری طرف، اسی سروے کے مطابق اگر ابھی انتخابات کروا دیے جائیں تو موجودہ حکومتی پارٹیوں میں سے کوئی بھی مطلوبہ ۱۰ فی صد ووٹ حاصل نہ کر سکے گی۔

ایک دوسرے تجزیے کے مطابق وسیع تر سیاسی، معاشی اور تہذیبی پس منظر میں اس ''تقسیم'' کو ''ضرب'' یعنی اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت اسلامی فکر اور سرگرمیاں ہی وسعت پذیر ہیں۔ اسلامی سیاسی فکر کو ترک معاشرے کے ہر طبقے میں غیر معمولی پذیرائی مل رہی ہے، جب کہ سیکولر نقطۂ نظر، نظری اور عملی ہر لحاظ سے زوال پذیر ہے۔

یہ بات اب واضح ہو چکی ہے کہ سیکولر مقتدر طبقہ ملک کو اچھی حکمرانی دینے میں ناکام رہا ہے، سیاست، معیشت اور کلچر ہر لحاظ سے۔ مغرب سے درآمد شدہ نظریات اور ادارے ترکی کے مسلم معاشرے میں جڑ نہیں پکڑ سکتے۔ عوام کی عظیم اکثریت کے لیے اسلام ان کی زندگی اور تاریخ کا اہم ترین حصہ ہے۔ یہ محض ایک موہوم احساس نہیں بلکہ جیتا جاگتا اور توانا شعور ہے جو فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

۱۹۵۰ء کے بعد ترکی میں بڑے پیمانے پر شہرکاری (urbanization) ہوئی ہے۔ اس کا فائدہ اسلامی قوتوں کو ملا ہے۔ اسلامی فکر کا علمی، سیاسی اور تہذیبی نشوونما ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ ۳۰ برس میں اسلامی تحریک ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت بن گئی ہے۔ ملک کی متنوع غیر سرکاری تنظیموں اور اجتماعی سرگرمیوں کی قیادت متوسط طبقے کے تعلیم یافتہ شہری کر رہے ہیں جن کا اسلام سے سرگرم اور فعال تعلق ہے۔

اس نقطۂ نظر سے اسلامی تحریک میں تقسیم کو دراصل توسیع اور ملک کے ہر حصے میں تمام طبقات تک پہنچنے کی سبیل قرار دینا چاہیے لیکن تقسیم ایک حقیقت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ دونوں پارٹیاں فہم و فراست سے آگے بڑھیں۔

یہ تسلیم کیا جانا چاہیے کہ اربکان اور ان کے ساتھیوں نے جدید عہد میں اسلامی تحریک کو آگے بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آج ترکی کے لیے بقا اور عروج کا راستہ صرف یہی ہے کہ نئی ریاستی فکر تشکیل پائے جو ملک کے وسائل اور تخلیقی قوتوں کو متحرک کرے۔ یہ صرف اسلامی فکر اور اقدار کو از سرِ نو دریافت کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔